کتاب نما

Iqbal's Reconstruction of Ijtihad ، ڈاکٹر محمد خالد مسعود۔ ناشر: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔ صفحات: ۲۲۶۔ قیمت: ۱۲۵ روپے۔

یہ کتاب مصنف کے تقریباً پندرہ برسوں کے مطالعے، غور و فکر اور تحقیق کا ماحصل ہے۔ انھوں نے ۱۹۷۷ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے ایک منصوبے کے تحت اقبال کے تصور اجتہاد پر تحقیق کا آغاز کیا تھا۔ جلد ہی انھیں فل برائٹ وظیفے پر امریکہ کے بعض کتب خانوں سے استفادے کا موقع ملا، جس کے نتیجے میں انھوں نے اس موضوع پر چند مقالات تیار اور شائع کرائے اور کولمبیا یونی ورسٹی میں منعقدہ ایک بین الاقوامی اقبال سیمینار میں بھی ایک مقالہ پیش کیا۔ ۱۹۸۰ء میں اس موضوع پر ایک کتاب تیار کی جو "اقبال کا تصور اجتہاد" کے عنوان سے ۱۹۸۵ء میں راولپنڈی سے شائع ہوئی۔ اس کے بعد بھی یہ موضوع برابر ان کے زیر مطالعہ رہا۔ اب انھوں نے اپنے نتائج تحقیق کو متعدد اضافوں کے ساتھ زیر نظر انگریزی کتاب میں مرتب کیا ہے۔

آٹھ ابواب پر مشتمل اس کتاب میں مصنف نے اجتہاد کے مختلف مفاہیم، اس کے تاریخی پس منظر اور ارتقا اور مسائل اجتہاد پر سیر حاصل بحث کے بعد خطبات اقبال کے چوتھے خطبے The Principle of Movement in the Structure of Islam (اسلام میں اصول حرکت یا اجتہاد فی الاسلام) پر تفصیل سے معلومات فراہم کی ہیں۔ جس میں زیر بحث مقالے کی تیاری اور تحریر و ترتیب کی پوری تفصیلات بیان کی ہیں۔ بعد ازاں بتایا ہے کہ اقبال کے ہاں اجتہاد کا کیا مفہوم ہے، وہ اس کی کیا تعریف کرتے ہیں، اور قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس کو مصادر اجتہاد کی حیثیت سے وہ کیا مقام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد خالد مسعود کے خیال میں علامہ نے کئی برسوں کے غور و فکر اور تفکر و تدبر کے بعد یہ خطبہ پیش کیا، چنانچہ مسلم اہل فکر و دانش پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ اقبال اجتہاد کو جامد مسلم معاشرے میں ایک حرکی اصول کے طور پر لیتے ہیں۔ مصنف کے نزدیک یہ بات اس لیے اہم ہے کہ اقبال نے اجتہاد کی اہمیت پر اس زمانے میں زور دیا جب قدامت پرست حلقے اجتہاد کو ممنوع یا ناممکن قرار دیتے تھے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اوائل میں علامہ اقبال بھی زمانہ انحطاط میں تقلید کوئی اجتہاد سے بہتر سمجھتے تھے۔ "رموز بے خودی" (۱۹۱۸) میں کہتے ہیں:

اجتہاد اندر زمان انحطاط قوم را برہم ہمی پیچد بساط
ز اجتہاد عالمان کم نظر اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

(انحطاط کے زمانے میں اجتہاد، قوم کا شیرازہ بکھیر کر اس کی بساط لپیٹ دیتا ہے۔ کوتاہ نظر عالموں کے اجتہاد سے اسلاف کی پیروی زیادہ محفوظ ہے)۔ لیکن ابھی ایک عشرہ بھی نہیں گزرا تھا کہ انھوں نے عصری تقاضوں کا ادراک کرتے ہوئے، اپنا نقطہ نظر تبدیل کر لیا اور وہ اجتہاد کو مسلم معاشروں کی حیات نو کے لیے ضروری قرار دینے لگے۔

زیر نظر کتاب کے مصنف کہتے ہیں کہ مسئلہ اجتہاد کے سلسلے میں اقبال کو اس کی عملی مشکلات کا بخوبی احساس تھا، چنانچہ انھوں نے مجتہد کی اہلیت پر بھی بحث کی ہے۔ ان کے خیال میں علما جدید علوم اور سائنس سے ناواقف ہیں اس لیے وہ اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ عصر حاضر میں فرد واحد کے لیے معمولی سا اجتہاد کرنا بھی ممکن نہیں۔ اسی لیے انھوں نے اجتہاد کی ذمہ داری افراد سے اداروں کی طرف منتقل کرنے کی تجویز پیش کی۔ وہ کہتے ہیں کہ دور جدید میں منتخب نمایندوں پر مشتمل قانون ساز اسمبلی کو اجتہاد کی عظیم ذمہ داری کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اقبال کی دوسری تجویز یہ ہے کہ اجتہاد اور اجماع کو باہم مربوط کر دیا جائے۔ مصنف کہتے ہیں کہ نفاذ اسلام کے سلسلے میں بھی اجتہاد کا مسئلہ زیر بحث رہا ہے۔ خصوصاً یہ امر کہ اجتہاد میں علما کی حیثیت کیا ہوگی؟ اس کا حتمی فیصلہ آسان نہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبر تو عوام کے نمایندے ہیں اور علما، اللہ اور رسولؐ کی نمایندگی کرتے ہیں۔ مگر اس نقطہ نظر کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا آگے چل کر اس سے دین و دنیا کی تفریق کے رجحان کو تقویت نہ ملے گی؟ علامہ اقبال مسلم فکر کے اہم نمایندے ہیں۔ بلاشبہ وہ ایک بڑے شاعر، بڑے مفکر اور بڑے انسان تھے۔ بایں ہمہ انھوں نے اپنی رائے کی کامل صحت پر کبھی اصرار نہیں کیا تھا۔ انھوں نے اجتہاد کے مسئلے پر بھی جو کچھ لکھا اسے اپنی تجاویز کے طور پر پیش کیا۔ ڈاکٹر خالد مسعود کہتے ہیں کہ پاکستان اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہونے کا دعوے دار ہے۔ چنانچہ اس ملک پر اقبال کا حق بنتا ہے کہ اس کے افکار پر سنجیدگی سے غور کیا جائے، ان پر علمی گفتگو ہو اور پھر حسب ضرورت انھیں بہتر شکل و صورت میں قبول کیا جائے۔

اقبال کے تصور اجتہاد کے سلسلے میں حالیہ برسوں میں اسمبلیوں کو اجتہاد کی ذمہ داری سونپنے کی بات بہت اچھالی گئی ہے، اس ضمن میں ایک بات تو یہ ہے کہ اول تو اقبال، اسمبلیوں کو اجتہاد کی کلی ذمہ داری نہیں سونپتے بلکہ وہ علما کی مشاورت اور شمولیت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ دوسرے اسمبلیوں کی